باسمہ تعالیٰ

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

اور اسکا

صحیح طریقہ

حسب ایماء

حضرت اقدس مفتی مجد القدوس خبیب رومیؔ دامت برکاتہم

مفتی شہر آگرہ

شائع کردہ

مجلس ترجمان حق تاج گنج آگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلي علی رسولہ الکریم ؛ أما بعد !

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور مذہب اسلام کی خصوصیت ہے کہ شریعت اسلام نے اہل اسلام کی قدم بہ قدم رہنمائی فرمائی ہے، اور کسی امر میں مسلمانوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا، فقہائے کرام و مجتہدین عظام کا بے پایاں احسان ہے کہ ان حضرات نے دین متین کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ کو بالکل واضح و منقح کر کے امت کے سامنے پیش کر دیا۔ لیکن یہ بات بھی کسی ذی علم پر مخفی نہیں کہ بعد کے زمانے میں اہل اسلام کے بعض طبقات افراط و تفریط کا شکار ہونے لگے: ایک طرف دین میں خود ساختہ نئی نئی باتیں ایجاد کر کے شریعت کا مذاق بنایا گیا، تو دوسری طرف دین متین کے متفقہ و مسلمہ مسائل کا انکار کر کے شریعت اسلام کی بیخ کنی کی گئی، جبکہ حق ہمیشہ راہ اعتدال پر رہا ہے۔ چنانچہ ایک جماعت نے ایصال ثواب کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ اس میں بے جا خرافات اور خود ساختہ نت نئی باتیں شامل کر کے حد سے تجاوز کیا، تو دوسری جماعت نے سرے سے ایصال ثواب ہی کا انکار کر دیا، لہذا ضرورت محسوس ہوئی کہ امت کے سامنے قرآن و سنت اور اقوال صحابہ و فقہاء کی روشنی میں دلائل کے ساتھ صحیح صورت حال واضح کی جائے تا کہ اہل اسلام راہ اعتدال کو اپنا کر افراط و تفریط کا شکار ہونے سے بچ سکیں۔

یہ بات سب پر واضح ہے کہ انسان جب اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، اب اگر وہ شخص مؤمن ہے تو اس کو نفع رسانی کی صرف دو ہی صورتیں باقی رہتی ہیں: **پہلی صورت**: وہ صدقات جاریہ جو وہ خود

اپنی زندگی میں کر گیا ہو، مثلاً کسی کو علم دین سکھایا، قرآن کریم کا کوئی نسخہ چھوڑا، کوئی مسجد تعمیر کرائی، کوئی کنواں یا نہر کھدوائی، یا موجودہ دور کے اعتبار سے پانی کا کوئی اور مناسب بندوبست کر گیا وغیرہ، جب تک یہ چیزیں موجود رہیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں ان سب کا ثواب اس شخص کو انتقال کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔

دوسری صورت: مسلمانوں کا اس شخص کے لیے دعاء واستغفار کرنا، یا کوئی نیک عمل مثلاً نفل نماز، روزہ، صدقہ، حج وقربانی، ذکر وتسبیح یا تلاوت قرآن کریم کر کے اس کا ثواب کسی میت (مرد وعورت) کو بخش دینا؛ شریعت میں اسی کو ایصال ثواب کہا جاتا ہے۔

مرحومین کے لیے، جو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، زندوں کی طرف سے بس یہی ایک تحفہ ہے کہ ان کو ایصال ثواب کیا جائے؛ حدیث شریف میں ہے کہ قبر میں میت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں ڈوب رہا ہو، وہ چاروں طرف دیکھتا ہے کہ کیا کوئی اس کی دستگیری کے لیے آیا؟ اسی طرح قبر میں میت بھی زندوں کی طرف سے ایصال ثواب کی منتظر رہتی ہے، اور جب اسے صدقہ وخیرات کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ اتنی خوش ہوتی ہے گویا اسے دنیا بھر کی دولت مل گئی۔(شعب الایمان للبیہقی[۷۵۲۷])

ایصال ثواب کا ثبوت ادلہ شرعیہ (قرآن، سنت، اجماع اور قیاس) میں واضح طور پر ملتا ہے۔

قرآن کریم سے ایصال ثواب کا ثبوت:

قرآن کریم میں مؤمنین ومؤمنات کے لیے دعاء واستغفار کا ذکر بہت سے

مقامات پر آیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: «وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ». [سورہ محمد، آیت۱۹] ۔(اے نبی!) آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے، اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی (بیان القرآن)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: «رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ». [سورہ ابراہیم آیت ۴۱] اے ہمارے رب! میری مغفرت کر دیجیے اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مؤمنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن (بیان القرآن)

ایک اور جگہ ارشاد عالی ہے: «رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ». [سورہ حشر آیت ۱۰] اے ہمارے رب! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں (بیان القرآن)۔

ان آیات کریمہ اور ان جیسی بہت سی آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن کے لیے دعاء و استغفار کرنا مفید ہے، ورنہ قرآن کریم میں اس کار عبث کو ذکر ہی نہ کیا جاتا۔

احادیث مبارکہ سے ایصال ثواب کا ثبوت:

احادیث مبارکہ میں حضور اقدس ﷺ سے خود امت کے لیے ایصال ثواب منقول ہے، آپ نے خود بھی ایصال ثواب کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کی اجازت و حکم دیا، چنانچہ اس سلسلے کی چند احادیث درج ذیل ہیں:

(۱) : عن أنس رضي الله عنه، قال: «ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ، وَوَضَعَ

وَرِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا». (صحيح البخاری ۲/۸۳۵ [۵۵۶۵]، مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجه)

(ترجمہ): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: "نبی اکرم ﷺ نے دو چتکبرے، سینگوں والے (خوبصورت) مینڈھے ذبح کیے، دونوں کو اپنے دست اقدس سے ذبح کیا، (ذبح کرتے وقت) تسمیہ و تکبیر پڑھی اور اپنا قدم مبارک ان کی گردن پر رکھا۔

ابن ماجہ کی روایت میں صراحت ہے کہ ایک اپنی جانب سے اور دوسرا اپنی امت کے (ایصال ثواب کے) لیے ذبح کیا۔

(۲) : عن عائشة رضي الله عنها: أن رجلا أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، أَفَلَهَا أَجْرٌ، إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ». (صحيح البخارى ۱/۳۸٦ صحيح مسلم ۲/۴۱ واللفظ له)

(ترجمہ): ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کوئی وصیت نہ کر سکیں، میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بولنے کا موقع ملتا تو وہ (ضرور کچھ) صدقہ کرتیں، اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں (اس کا) ثواب پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں؛ (ثواب پہنچے گا)۔

(۳) : عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ فَقَالَ: «لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ، أَكُنْتَ قَاضِيَهُ عَنْهَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى». (صحيح البخاری ١/٢٦٢ صحيح مسلم ١/٣٦٢ واللفظ له)

(ترجمہ): حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آکر عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، حالاں کہ ان کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے تھے، تو کیا میں اپنی والدہ کی طرف سے انکی قضاء کروں؟ (یعنی کیا انہیں اس کا ثواب پہنچے گا؟) آپؐ نے فرمایا: اگر تمہاری والدہ کے ذمہ قرضہ ہوتا تو تم اسے ادا کرتے (یا نہیں!) انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! (ضرور کرتا)، آپؐ نے فرمایا: تو اللہ کا قرضہ زیادہ حق دار ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔

(۴): عن ابن عباس رضي الله عنهما: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ المِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا. (صحيح البخاری ١/٣٨٦)

(ترجمہ): حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد ابن عبادہ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد وہاں موجود نہیں تھے، (جب سعد واپس آئے) تو خدمت اقدس میں آکر عرض کیا: یارسول اللہ! میری عدم

موجود گی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے لیے فائدہ مند ہو گا؟ (اور انھیں اس کا ثواب پہنچے گا؟) آپ نے فرمایا: ہاں (پہنچے گا)! انہوں نے عرض کیا: تو میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ " مخراف " میری والدہ (کے ایصال ثواب کے لیے ان) پر صدقہ ہے۔

(۵) : عن أنس بن مالك رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «مَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ فَيَتَصَدَّقُونَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ، إِلَّا أَهْدَاهَا إِلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى طَبَقٍ مِنْ نُورٍ، ثُمَّ يَقِفُ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ، فَيَقُولُ: يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيقِ، هَذِهِ هَدِيَّةٌ أَهْدَاهَا إِلَيْكَ أَهْلُكَ فَاقْبَلْهَا، فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ، فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ، وَيَحْزَنُ جِيرَانُهُ الَّذِينَ لَا يُهْدَى إِلَيْهِمْ بِشَيْءٍ». (المعجم الأوسط للطبراني [٦٥٠٤])

(ترجمہ): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس گھر میں کوئی مر جاتا ہے اور گھر والے اس (میت) کی طرف سے کچھ صدقہ کرتے ہیں تو اس (صدقہ کے ثواب) کو حضرت جبریل علیہ السلام نور کی طشتری میں رکھ کر اس کے پاس لے جاتے ہیں، اور (اس کی) قبر کے کنارے کھڑے ہو کر کہتے ہیں: اے قبر کی گہرائی میں پڑے شخص! یہ تحفہ تمہارے گھر والوں نے تمہیں بھیجا ہے، اسے قبول کرو؛ پھر اسے لیکر قبر میں داخل ہوتے ہیں، تو مردہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے، اور (اپنے پڑوسی مردے کو) خوش خبری سناتا ہے، اور اس کے پڑوسی، جنہیں کوئی تحفہ نہیں پہنچتا غمگین رہتے ہیں۔

(٦) : عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي: «إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَتَصَدَّقَ صَدَقَةً فَاجْعَلْهَا عَنْ أَبَوَيْكَ، فَإِنَّهُ يَلْحَقُهُمَا، وَلَا يُنْتَقَصُ مِنْ أَجْرِكَ شَيْئًا». (شعب الإيمان للبيهقي[٧٥٣٣] المعجم الأوسط للطبراني[٢٩٥٠])

(ترجمہ): حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے والد سے فرمایا: جب تم کوئی صدقہ کرنا چاہو تو اپنے والدین کی جانب سے کرو، کیونکہ اس کا ثواب ان دونوں کو (بھی) پہنچے گا اور تمہارے ثواب میں سے کچھ کم بھی نہ ہو گا۔

(٧) : عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَنَّى لِي هَذِهِ؟ فَيَقُولُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ».

(مسند أحمد[١٠٦١٠] المعجم الأوسط[٥١٠٨] السنن الكبرى للبيهقي[١٣٤٥٩])

(ترجمہ) : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نیک بندے کو بہت بلند درجہ عطا فرمائیں گے، وہ (تعجب سے) کہے گا: اے پروردگار! یہ درجہ مجھ کو کہاں سے ملا؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: تیرے لڑکے کے استغفار (اور دعاء کی برکت) سے۔

اجماعِ امت سے ایصالِ ثواب کا ثبوت:

جمہور اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ومذہب ہے اور اسی پر علمائے امت کا اجماع ہے، چنانچہ فقہ حنفی کے عظیم محقق علامہ ابن عابدین شامیؒ (متوفی:۱۲۵۲ھ)

اپنی مشہور کتاب فتاوی شامی میں لکھتے ہیں: "صرح علماؤنا في باب الحج عن الغير بان للإنسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها، كذا في الهداية، ... هو مذهب أهل السنة والجماعة. "[ردالمحتار ۳/۱۵۱] (ترجمہ): ہمارے علماء نے حج بدل کے باب میں صراحت کی ہے کہ انسان اپنے (نفل) اعمال: نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسروں کو دے سکتا ہے، ہدایہ میں (بھی) یہی (صراحت) ہے، اور یہی اہل سنت والجماعت کا مسلک و مذہب ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (متوفی: ۶۲۰ھ) نے فقہ حنبلی کی مایہ ناز کتاب "المغنی" میں، اور فقہ شافعی کے مدون شارح مسلم امام محی الدین نوویؒ (متوفی: ۶۷۶ھ) نے فقہ شافعی میں امہات کتب کا درجہ رکھنے والی کتاب "مجموع شرح مہذب" میں بھی اسی کی صراحت کی ہے۔

اجتہاد وقیاس سے ایصال ثواب کا ثبوت:

عبادات کی تین قسمیں ہیں: (۱) خالص بدنی؛ جیسے روزہ، (۲) خالص مالی؛ جیسے صدقہ، (۳) بدن ومال دونوں سے مرکب؛ جیسے حج وعمرہ وغیرہ، پھر روزہ، صدقات مالیہ اور حج وعمرہ کا ثواب صحیح وصریح احادیث سے ثابت ہے، تو قیاس کا تقاضہ ہے کہ ہر طرح کی بدنی ومالی عبادات کا ایصال ثواب بھی جائز وثابت ہو۔

واقعات وحکایات سے تائید وتوثیق:

نویں صدی ہجری کے مشہور مفسر ومحدث امام جلال الدین سیوطیؒ (متوفی

۹۱۱ھ) نے "شرح الصدور" میں ابن نجار کے حوالے سے جلیل القدر تابعی حضرت مالک بن دینار کا ایک واقعہ نقل کیا ہے؛ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جمعہ کی شب میں قبرستان گیا، تو میں نے دیکھا کہ قبرستان میں چاروں طرف نور پھیلا ہوا ہے، میں نے (تعجب سے) کہا: "اللہ ہی معبود بر حق ہے، لگتا ہے اللہ عزوجل نے قبرستان کے تمام مُردوں کی مغفرت کر دی ہے۔" اسی وقت مجھے دور سے ایک غیبی ندا سنائی دی: "اے مالک بن دینار! یہ (جو کچھ تم دیکھ رہے ہو) مؤمنین کی طرف سے اہل قبرستان کے لیے ہدیہ ہے۔" میں نے کہا: "اس ذات کی قسم جس نے تمہیں گویائی بخشی! مجھے بتاؤ ماجرہ کیا ہے؟" ندا آئی: "آج رات ایک مؤمن شخص نے اٹھ کر خوب اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی، جس میں سورہ فاتحہ کے بعد (پہلی رکعت میں) "قل يا أيها الكافرون" اور (دوسری رکعت میں) "قل هو الله أحد" پڑھی، پھر دعاء کی کہ "اے اللہ! میں اس نماز کا ثواب اس قبرستان کے تمام مؤمن مرحومین کو بخشتا ہوں" تو اللہ عزوجل نے اس نماز کا ثواب ہمیں مشرق تا مغرب یہ نور، وسعت و کشادگی اور فرحت وشادمانی کی صورت میں عطا فرمایا۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہر جمعہ کی شب اسی طرح دو رکعت نماز پڑھنے لگا، پھر ایک دن خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپؐ نے فرمایا: "اے مالک! اللہ عزوجل نے اس نور کی تعداد کے بقدر تمہارے گناہ معاف فرما دیے جو تم نے میری امت کو بخشا، اور تمہیں اس (نماز) کا ثواب (بھی) دیا، اور تمہارے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کر دیا۔ (شرح الصدور ص:۲۹۸)

امام سیوطیؒ نے ایک اور واقعہ ابن ابی الدنیا کے حوالے سے بشار بن غالب کا نقل کیا ہے، بشار فرماتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ بصریہؒ کے لیے خوب دعاء کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ میں نے حضرت رابعہؒ کو خواب میں دیکھا، انہوں نے مجھ سے فرمایا: ”اے بشار! تمہارے بھیجے ہوئے ہدیے ہمارے پاس نور کی طشتریوں میں رکھ کر پیش کیے جاتے ہیں جن پر ریشم کے رومال ڈھکے ہوتے ہیں۔“ میں نے پوچھا: ”ایسا کیوں؟“ حضرت رابعہؒ نے فرمایا: ”مرحومین کے لیے زندہ مؤمنین کی دعاؤں کے ساتھ یہی (عزت کا) معاملہ کیا جاتا ہے کہ انہیں نور کی طشتریوں میں ریشم کے رومال سے ڈھک کر ان مرحومین کے حضور پیش کیا جاتا ہے جن کے حق میں یہ دعائیں ہوتی ہیں، اور ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارے فلاں (رشتہ دار) کی جانب سے تمہارے لیے ہدیہ ہیں۔“ (شرح الصدور ص:۲۹۸)

ان مذکورہ بالا دلائل شرعیہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ایصال ثواب قرآن وسنت واجماع، نیز توارث وتعامل امت سے منقول ہے، اور اس کی شرعی حیثیت بالکل مستحکم ہے۔

قراءت قرآن کے ذریعہ ایصال ثواب:

(۱) : عن معقل بن يسار رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «اقْرَءُوا يس عَلَى مَوْتَاكُمْ». (سنن أبي داود ۲/۴۴۵ سنن ابن ماجه)

(ترجمہ): حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے مُردوں پر سورہ یس پڑھا کرو۔

(۲) : عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:«من دخل الْمَقَابِر فَقَرَأَ سُورَة يس خفف الله عَنهُم، وَكَانَ لَهُ بِعَدَد من فِيهَا حَسَنَات». (شرح الصدور للسيوطي ص:۳۰۴)

(ترجمہ): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورہ یس پڑھتا ہے، تو اللہ تعالی (اس کی برکت سے) مُردوں سے عذاب قبر کو ہلکا کر دیتے ہیں، اور اس (پڑھنے والے) کے حق میں مُردوں کی تعداد کے بقدر نیکیاں (لکھ) دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں احادیث اور دیگر بہت سے دلائل سے قراءت قرآن کے بھی ایصال ثواب کا ثبوت ملتاہے، یعنی تلاوت و قراءت قرآن کر کے میت کو بخشا جائے تو اس کا ثواب بھی انہیں پہنچتا ہے، جمہور اہل سنت والجماعت، سلفِ صالحین اور ائمہ مجتہدین (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے نزدیک بالاتفاق تلاوت قرآن کریم کا ثواب میت کو اگر بھیجا جائے تو پہنچتا ہے، چنانچہ فقہائے احناف، مالکیہ اور حنابلہ کی کتابوں میں اس کی تصریحات موجود ہیں، نیز امام محی الدین نوویؒ شافعی (متوفی:٦٧٦ھ) نے بھی اسکی صراحت کی ہے، "مجموع شرح مہذب" میں امام نوویؒ لکھتے ہیں: "وَيُسْتَحَبُّ (للزائر) أَنْ يَقْرَأَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا تَيَسَّرَ، وَيَدْعُوَ لَهُمْ عَقِبَهَا، نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ الْأَصْحَابُ." [المجموع شرح المهذب۳۱۱/۵] (ترجمہ): قبر کی زیارت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جس قدر ہو سکے قرآن کریم کی تلاوت کرے، پھر اہل قبور کے لیے دعا

کرے؛ امام شافعیؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے، اور اسی پر ہمارے اصحاب متفق ہیں۔

چھٹی صدی ہجری کے مشہور مفسر علامہ محمد بن احمد قرطبی (متوفی: ۶۷۱ھ) نے اپنی کتاب " التذکرة باحوال الموتی وأمور الآخرة" میں ایک واقعہ نقل کیا ہے، امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ قاضی شیخ عز الدین ابن عبد السلامؒ (متوفی: ۶۶۰ھ) فتوی دیا کرتے تھے کہ قراءت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا، اور بطور دلیل آیت کریمہ "وَأَن لَيسَ للإنسَان إِلَّا مَا سعىٰ" پیش کرتے تھے، جب قاضی صاحب کا انتقال ہوا تو اہل مجلس میں سے کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا: "آپ تو فرمایا کرتے تھے کہ "قراءت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا" اب کیا خیال ہے؟ آپ نے معاملہ کیسا پایا؟ قاضی صاحب نے فرمایا: "ہاں میں دنیا میں یہی فتوی دیا کرتا تھا، لیکن یہاں اللہ کے لطف و کرم کو دیکھ کر اب اس فتوے سے رجوع کرتا ہوں، ہاں! قراءت قرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔" [التذکرة باحوال الموتی ص: ۲۹۲]

معلوم ہوا کہ علمائے سلف و خلف کے اجماع سے بھی قراءت قرآن کا ثواب پہنچنا ثابت ہے؛ نیز قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جب ہر نفل عبادت (نماز، روزہ، صدقہ، حج و قربانی وغیرہ) کا ثواب میت کو پہنچنا ثابت ہے تو قراءت قرآن (جو کہ خود بالذات عبادت ہے) کا ثواب بھی میت کو ضرور پہنچنا چاہیے، ورنہ وجہ فرق کیا ہے؟

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

منکرین ایصال ثواب عموماً آیت کریمہ "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ، وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ" [سورہ النجم: آیت ۳۸] (ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا

کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، انسان کو وہی ملے گا جو اس نے کمایا) اور اس جیسی آیات سے استدلال کرتے ہیں، لیکن اگر ان آیات کو عام مان کر تلاوت و قراءت قرآن کے ایصال ثواب کی نفی کی جائے تو پھر ہر طرح کا ایصال ثواب یعنی مرحومین کی طرف سے قربانی اور حج بدل وغیرہ سب ناجائز ہو جائیں گے، حتی کہ میت کے لیے دعاء مغفرت اور نماز جنازہ بھی بے معنی ہو جائیں گے، کیوں کہ یہ اعمال بھی میت کے اپنے اعمال نہیں؛ لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ یا اس جیسی آیات کریمہ عام نہیں، بلکہ ان کا حقیقی محمل کفار ہیں، کہ اگر وہ کفر ہی پر مر جائیں تو بعد والوں کی کوئی بھی کوشش ان کے کچھ کام نہ آئے گی، کیوں کہ ایمان کے بغیر ان کی طرف سے کوئی بھی عمل معتبر نہیں، اور مرنے کے بعد ان کی جانب سے کسی دوسرے کا ایمان لانا مفید نہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ ایصال ثواب شریعت مطہرہ میں ثابت شدہ امر ہے، البتہ اس کی حقیقت شریعت میں فقط اتنی ہے کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا، اس پر اسے جو کچھ ثواب ملا اس نے وہ ثواب اپنی طرف سے کسی دوسرے کو بخش دیا۔

بے جا خرافات سے اجتناب:

ایصال ثواب کے لیے شرعاً نہ کوئی خاص وقت یا دن مقرر ہے، نہ کوئی خاص جگہ یا عبادت، نہ ہی یہ ضروری ہے کہ اس کے لیے آدمی جمع ہوں، مجلس بٹھائی جائے، کھانے کی کوئی چیز مٹھائی وغیرہ سامنے رکھ کر اس پر دم کیا جائے، یا کسی عالم دین، حافظ و قاری اور امام صاحب کو ضرور بلایا جائے؛ یہ بے جا پابندیاں اور فضول رسمیں لوگوں نے خود اپنی طرف سے بڑھالی ہیں ورنہ شریعت میں ان کی کوئی بنیاد نہیں،

شریعت مطہرہ نے تو ایصال ثواب کو اتنا آسان بنایا ہے کہ جو شخص جس وقت چاہے کوئی بھی نفل عبادت کر کے اس کا ثواب میت کو کر سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ میت کو اسی چیز کا ثواب پہنچے گا جو خالصۃً لوجہ اللہ دی گئی ہو، اس میں نمود و نمائش مقصود نہ ہو، نہ اس کی اجرت و معاوضہ لیا گیا ہو، نیز یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ثواب اسی کھانے کا پہنچے گا جو کسی غریب و مسکین کو کھلایا گیا ہو، آج کل ہمارے معاشرے میں ایصال ثواب کے لیے جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اسے محلہ برادری کے لوگ کھاپی کر چل دیتے ہیں، فقراء و مساکین کا حصہ اس میں بہت ہی کم لگتا ہے، کھاتے پیتے لوگوں کو ایسا کھانا نہیں کھانا چاہیے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسا کھانا کھانے سے دل سیاہ و مُردہ ہو جاتا ہے۔

بہر حال جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایصال ثواب کیا جائے تو میت کو پہنچتا ہے، تو ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہر قسم کا ثواب مرحومین کو پہنچائیں، مثلاً قربانی کے دنوں میں اگر وسعت ہو تو اپنے مرحوم والدین یا دوسرے بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کریں، اسی طرح نفل نماز، روزے اور گنجائش ہو تو والدین اور دیگر بزرگوں کی طرف سے نفل حج و عمرہ بھی کریں، چند روز مُردوں کو رو پیٹ کر بہت جلد انہیں بھول جانا بڑی بے مروّتی کی بات ہے۔

زیارت قبور:

قبرستان بکثرت جایا کریں کیوں کہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا؛ فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ». [سنن ابن ماجه ص: ۱۱۲] (ترجمہ:

میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، اب (اجازت ہے) قبروں کی زیارت کیا کرو، کیوں کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔) لہذا ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ ہر جمعہ کو قبرستان جانا مستحب ہے، وہاں داخل ہوتے وقت ان الفاظ کے ساتھ سلام کریں: " السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ " اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يا أهل القبور" یا صرف "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کہنا بھی کافی ہے۔ پھر اگر جگہ ہو تو میت کے پاؤں کی جانب سے چہرے کے سامنے، یا اس کے سینے کے سامنے آکر کھڑے ہوں، اگر بیٹھنا چاہیں تو زندگی میں میت سے تعلق کے مطابق قریب یا دور بیٹھیں، جس قدر ہو سکے قرآن کریم پڑھیں، بالخصوص سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات "المفلحون" تک، آخری آیات "آمَنَ الرَّسُولُ" سے آخر تک، آیۃ الکرسی، سورہ یس، ملک، تکاثر، اور تین، سات یا گیارہ بارہ مرتبہ (جتنی فرصت ہو) "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" پڑھنا مستحب ہے؛ پھر مرحومین کے لیے ایصال ثواب کریں کہ اے اللہ! جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں میت کو یا تمام مرحومین کو پہنچا دیجیے۔ [رد المحتار ۳/۱۵۱]

اللہ رب العزت ہمیں احکام شرعیہ کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، افراط و تفریط اور بدعات و خرافات سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین،

وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد

وآله وأصحابه و أزواجه و ذرياته و أتباعه أجمعين.